خواتین کا عالمی دن

www.KitaboSunnat.com

ثریا تبول علوی

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خواتین کا عالمی دن

www.KitaboSunnat.com

ثریا تبول علوی
سمیحہ راحیل قاضی

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمی یوم خواتین

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ معاشرے کے حسن، وقار، تنظیم اور استحکام کا راز عورت کی پر خلوص قربانیوں اور لازوال جدوجہد میں پوشیدہ ہے مگر یہ بھی تاریخ عالم کی تلخ حقیقت ہے کہ دنیا کی بیشتر تہذیبوں میں عورت کو وہ مقام و مرتبہ نہیں دیا گیا جس کی وہ مستحق تھی۔ کبھی اُسے گناہ کی جڑ، کبھی مرد کے پاؤں کی جوتی اور کبھی بازاروں میں فروخت ہونے والی جنس بے مایہ سمجھا گیا۔ اُسے ہر خطے میں مظلوم، مجبور اور محروم رکھا گیا۔ اُسے کوئی سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق حاصل نہ تھے۔ ایسے میں زندہ درگور ہوتی ہوئی عورت کے لئے محسن نسواں ﷺ نبی رحمت ﷺ ایک ایسا نظام لے کر آئے جس میں اُسے انسانیت کے شرف سے نوازا گیا۔ قرآن کا اعلان نہایت صاف اور واضح ہے کہ حقوق کے اعتبار سے مرد اور عورت کا درجہ ایک ہے۔ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں ٹھیک اسی طرح عورت کے حقوق مرد پر ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

(النساء،4:34)

”عورت کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید نے اس آیت کی صورت میں انسان کی معاشرتی زندگی کے سب سے بڑے انقلاب کا اعلان کیا۔ ان چار الفاظ نے عورت کو وہ سب کچھ دے دیا ہے جو اس کا حق ہے لیکن اسے کبھی ملا نہیں تھا۔ ان لفظوں نے اسے محرومی اور شقاوت کی خاک سے اٹھایا اور عزت و مساوات کے تخت پر بیٹھا دیا۔

پھر اس اسلوب بیان کی جامعیت پر غور کیجیے کہ زندگی و معاشرت کی کون سی بات ہے جو ان چار الفاظ میں بھی آ گئی؟ اور کون سا رخنہ ہے جو بند نہیں کر دیا گیا؟

البتہ آگے چل کر یہ بات بھی کہی گئی کہ باوجود حقوق کی برابری کے ایک خاص درجہ مرد کے لیے ہے۔ اس خاص درجہ سے مقصود کون سا درجہ ہے۔ اس کا جواب ہمیں سورۃ النساء (۴:۳۴) میں ملتا ہے۔

اس میں فرمایا گیا کہ مرد عورتوں کے قوام ہیں اس لیے اللہ نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یعنی خاندانی زندگی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اگر مرد اس کا قوام، یعنی بندوبست کرنے والا نہ ہو۔

قرآن کہتا ہے کہ خاندانی زندگی کا نظام اس طرح چلے کہ شوہر کی حیثیت قوام کی ہو۔ بس اتنا ہی امتیاز ہے جو مرد کو عورت کے مقابلے میں حاصل ہے۔ بشرطیکہ اس انتظامی ذمہ داری کو جو سراسر ایک بوجھ ہے، وجہ امتیاز تسلیم کر لیا جائے۔

اب یہ بالکل واضح ہے کہ اس امتیاز سے مرد کو کوئی پیدائشی امتیاز حاصل نہیں ہو جاتا، یہ محض خاندانی نظام کا ایک خاص ڈھنگ ہے جس نے یہ جگہ اسے دلا دی۔ فرض کریں کہ متمدن انسانوں کا خاندانی نظام اس طرح چلنے لگتا ہے کہ انتظام معیشت کی باگ دوڑ مرد کی جگہ عوت کے ہاتھ ہوتی تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ امتیاز مرد کے بجائے عورت کے حصے میں آتا۔ ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ جہاں تک صنفی درجہ اور حقوق کا تعلق ہے قرآن کے نزدیک دونوں صنفیں برابر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، البتہ گھریلو نظم ونسق اور معیشت کی فراہمی کا کام، نظام معاشرت نے مردوں کے سر ڈال دیا ہے۔اسی کو وہ ایک خاص درجہ سے تعبیر کرتا ہے۔اصلاً یہ ایک طرح کا باہمی تقسیم عمل ہے کہ مرد کماتا ہے اور عورت خرچ کرتی ہے۔مرد انتظام کرتا ہے اور عورت اس کو عملی جامہ پہناتی ہے۔اور پھر وہی عورت جب سال بعد ماں بن جاتی ہے تو اپنے بچے کے لیے وہ اپنے باپ سے تین درجہ فوقیت حاصل کر لیتی ہے یہ خاندانی نظام کا توازن ہے جس میں شوہر بیوی کا قوام ہے اور ماں باپ سے زیادہ حقوق رکھتی ہے۔

دوسری جانب مغربی دنیا نظر آتی ہے جہاں آج بھی عورت اپنے حقوق کے لیے ماری ماری پھر رہی ہے۔یہاں 8 مارچ کا دن عالمی یومِ خواتین کے طور پر منایا جاتا ہے عالمی یوم خواتین کی تاریخ ایک صدی قدیم ہے۔

8 مارچ 1907ء کو امریکہ کے شہر نیو یارک میں لباس سازی کی صنعت سے وابستہ سینکڑوں کارکن خواتین نے مردوں کے مساوی حقوق اور بہتر حالات کار کے لیے زبردست مظاہرہ کیا۔ان کا مطالبہ تھا کہ دس گھنٹے محنت کے عوض معقول تنخواہیں دی جائیں۔ان کے اس احتجاج پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔اس واقعہ کے ایک برس بعد 8 مارچ 1908ء کو نیو یارک ہی میں سوئی سازی کی صنعت سے تعلق رکھنے والی خواتین نے ووٹ کے حق اور بچوں کی جبری مشقت کے خاتمے کے لیے مظاہرہ کیا۔اس مظاہرے پر بھی حکومتی مشینری نے پولیس کے ذریعے تشدد کیا۔گھڑ سوار پولیس نے سینکڑوں خواتین کو لاٹھیوں سے مار مار کر لہولہان کر دیا۔خواتین کو بالوں سے پکڑ کر سڑک پر دور تک گھسیٹا گیا۔نہ صرف یہ بلکہ بہت سی خواتین کو جیلوں میں بند کر دیا گیا۔اس وقت سے لے کر آج تک خواتین اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کر رہی ہیں۔

عالمی سطح پر جمہوریت اور حقوق کے لیے جدوجہد کی تاریخ میں انقلاب فرانس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔خواتین کے حقوق کے حوالے سے بھی یہ انقلاب اہم ہے۔1789ء میں انقلاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرانس کے دوران پیرس کی خواتین نے آزادی اور برابری کے مطالبات کا نعرہ لگاتے ہوئے ورسلز تک مارچ کیا۔ مارچ 1857ء میں امریکہ میں خواتین نے حالات کار کی بہتری کے لیے احتجاج کیا۔ 1866ء میں ورکرز کی پہلی عالمی کانگریس میں مطالبہ کیا گیا کہ خواتین کو پروفیشنل شعبوں میں ترقی کے مواقع دیئے جائیں۔ اس کانگریس میں اس روایتی رجحان کے خلاف آواز بلند کی گئی کہ عورت کا مقام صرف گھر ہے۔ 19 جولائی 1889ء میں کلارا زیٹ کن (Clara Zetikin) نے دوسری عالمی کانفرنس پیرس میں ماؤں اور بچوں کے تحفظات کے ساتھ ساتھ خواتین کی شمولیت کو قومی ادارے میں شمولیت کے لیے اہم قرار دیا۔ 1899ء میں نیدرلینڈ میں خواتین کا ایک بہت بڑا اجتماع منعقد ہوا۔ اس سال انیسویں صدی ختم ہو رہی تھی۔ انیسویں صدی نہ صرف جنگوں کی صدی رہی بلکہ اس صدی کے آغاز ہی سے جنگ کے آثار پیدا ہو رہے تھے۔ اس موقع پر خواتین نے جنگ کے خلاف احتجاج کیا۔ 8 مارچ 1907ء اور 8 مارچ 1908ء کو نیویارک میں خواتین کا احتجاج قابل دید تھا۔ 1909ء میں یہ طے پایا کہ ہر سال فروری کے آخری اتوار کو خواتین کا عالمی دن منایا جائے۔ 1910ء میں کوپن ہیگن میں سوشلسٹ انٹرنیشنل کے اجلاس میں 17 ممالک سے تعلق رکھنے والی سو خواتین نے شرکت کی، جس میں طے پایا کہ خواتین کے عالمی دن کو پوری دنیا میں منایا جائے لیکن اس کے لیے کوئی مخصوص تاریخ مقرر نہیں کی گئی تھی۔ 1911ء میں کوپن ہیگن کے اجلاس کے مطابق 19 مارچ کو آسٹریا، ڈنمارک، جرمنی، سوئٹزرلینڈ میں خواتین کا عالمی دن جوش وخروش سے منایا گیا، تقریباً دس لاکھ مردوں اور خواتین نے جلوس نکالے، جن میں خواتین کو ووٹ کا حق دینے کے مطالبے کے ساتھ ساتھ ملازمتوں میں ان کے خلاف امتیازی سلوک کی بھی مذمت کی گئی۔ ایک ہفتے بعد یعنی 25 مارچ 1911ء کو نیویارک میں ہونے والی آتشزدگی میں 140 کارکن لڑکیوں کی موت واقع ہوئی۔ اس واقعہ نے امریکہ میں مزدوروں کے لیے کی جانے والی قانون سازی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ 1913-14ء کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین کا عالمی دن منایا گیا لیکن اس زمانے میں پہلی جنگ عظیم کے بادل گہرے ہو چکے تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں ایک جانب جرمنی اور سلطنت عثمانیہ ترکی، مسلمانوں کی آخری خلافت تھی تو دوسری جانب باقی ممالک تھے۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل دنیا میں اشتراکیت کے نظریات تیزی سے پھیل رہے تھے خصوصا روس اور مشرقی یورپ میں کارل مارکس کے اشتراکی نظریات کو بہت تقویت ملی تھی اس زمانے میں روس میں شاہی خاندان کی حکومت تھی۔ فروری 1917ء میں جنگ عظیم اول کے اختتام سے ایک ڈیڑھ برس قبل تک روس کے 20 لاکھ افراد نے روس میں اپنے حقوق کے لیے بھر پور احتجاج کیا جس پر وہاں کے سیاست دانوں نے اعتراضات کیے کہ یہ وقت خواتین کے احتجاج کے لیے موزوں نہیں لیکن احتجاج زوروں پر رہا۔ چنانچہ حکومت نے 23 فروری کو ووٹ کا حق تسلیم کرلیا۔ یہ خواتین کی بہت بڑی کامیابی تصور کی جاتی ہے لیکن اس کے پس منظر میں اشتراکیوں کی قوت تھی۔ 17 اکتوبر 1917ء کو لینن کی سربراہی میں روس میں اشتراکی انقلاب آگیا اور روس جنگ عظیم اول کے اتحادیوں سے باہر آگیا۔

انقلاب فرانس کے بعد یہ جدید دنیا کا دوسرا انقلاب تھا جو نظریاتی بنیادوں پر مزدوروں اور کسانوں کی قوت سے رونما ہوا تھا، جس نے روس میں زار شاہی سمیت سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے برپا کیا گیا تھا مگر وہ اپنے مقاصد میں ناکام رہا۔ انقلاب فرانس کے بعد سے لے کر 1917ء تک خواتین کے حقوق کے حوالے سے جتنی بھی بڑی تحریکیں چلیں یا جدوجہد ہوئی، ان میں بھی اشتراکی نظریات رکھنے والوں کا کردار اہم تھا۔

جنگ عظیم اول نے روس کے اکثر خاندانوں کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ سابق دور میں خواتین کی حالت کوئی اچھی نہیں تھی۔ شادی کے بعد عورت کی جائیداد اور روپیہ پیسہ، شوہر کی تحویل میں رہتا تھا۔ روسی زبان میں ایک ضرب المثل ہے، جس کے مطابق فرصت کے وقت روسی کسان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا کہ وہ اپنی بیوی کو زدوکوب کرتا رہتا ہے لیکن روس کی اشتراکی حکومت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین کے لیے قانونی اصلاحات کیں جس میں خواتین کے لیے کام کا دورانیہ سات گھنٹے کر دیا گیا۔ خواتین کے لیے سالانہ تعطیلات، پنشن، آرام گاہوں، ہسپتالوں کا قیام، 14 برس سے کم عمر لڑکیوں سے کام لینے کی ممانعت، سولہ برس تک کی عمر کے دوران تربیت کے طور پر چار گھنٹے روزانہ کام لینا اور سولہ سے اٹھارہ سال تک کی لڑکیوں کے لیے چھ گھنٹے روزانہ کام کے قوانین نافذ العمل ہوئے۔ عورتوں اور ماؤں کی حفاظت کے لیے بھی قوانین بنائے گئے، جن کے تحت کیمیادی یا دوسری خطرناک صنعتوں یا زیادہ سخت کام کرنے والے مقامات پر لڑکے لڑکیوں کے کام کی ممانعت۔ زیادہ تھکا دینے والے کاموں سے خواتین کو چھوٹ دی گئی۔ زچگی کی صورت میں تنخواہ کے ساتھ چار ماہ کی چھٹی، دفاتر میں کام کرنے والی خواتین کو تین ماہ کی چھٹی، حاملہ خواتین سے زیادہ بھاری کام لینے کی ممانعت، مرضی کے بغیر تبادلے کی ممانعت، شیر خوار بچوں کی ماؤں کو ہر ساڑھے تین گھنٹے بعد دودھ پلانے کی کم از کم آدھے گھنٹے کی چھٹی دی گئی۔

روسی معاشرہ میں مخلوط معاشرے کی خرابیوں سے بچنے کے لیے لینن نے 1920ء میں اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا "آئندہ نسلوں کا خیال مجھے بہت پریشان رکھتا ہے، وہ انقلاب کا ایک جزو ہیں۔ اگر سرمایہ دار سوسائٹی کی خرابیاں انقلابی دنیا میں شروع ہوں گی، جس طرح بعض پودے اپنے آپ پیدا ہو جاتے ہیں تو ضروری ہے کہ ان برائیوں کے خلاف بروقت کارروائی ہو۔

کہا جاتا ہے کہ لینن کے زمانے میں پارٹی کے اندر ایک گروہ عورتوں اور مردوں کے تعلقات بغیر کسی روک ٹوک جاری رکھنے کا حامی تھا اور دوسرا گروہ روایتی پاک بازی کا حامی تھا جو مرد اور عورت کے مصافحہ تک کے خلاف تھا۔ لینن نے فحاشی کے خاتمے اور عصمت فروشی کے رجحانات کے خاتمے پر زور دیا۔ بعد ازاں اس کا خاتمہ کیا اور فاحشہ عورتوں کے لیے حکم جاری کیا کہ پارٹی کا کوئی ممبر کسی فاحشہ عورت سے تعلق رکھتا ہو تو پارٹی سے خارج کر دیا جائے گا۔

پہلی جنگ عظیم میں کروڑوں انسانی جانوں کی ہلاکت کے بعد دنیا کو جنگوں سے نجات دلانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے لیگ آف نیشنز قائم ہوئی لیکن نوآبادیاتی دور میں بڑی قوتوں کی کش مکش اور مالی مفادات کی وجہ سے عالمی فورم سے خواتین کے حقوق کے لیے کوئی قابل ذکر اقدامات نہیں کیے گئے۔ اس طرح لیگ آف نیشنز ناکام ہوئی۔ 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوگئی جو 1945ء تک جاری رہی۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر روایتی سیاسی نوآبادیاتی نظام ٹوٹنے لگا۔ اقوام متحدہ کا ادارہ قائم تو ہوگیا، جس میں انسانی حقوق کے لیے عالمی سطح پر آوازیں بلند ہوئیں۔ خواتین اور بچوں کے حقوق پر توجہ دی جانے لگی۔ چین نے آزادی کے چند برس بعد ہی 1957ء میں خواتین کے عالمی دن کو منانے کا اعلان کیا، حالانکہ اس وقت چین نے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل نہیں کی تھی۔

1977ء میں اقوام متحدہ نے قرارداد پاس کر کے خواتین کے عالمی دن کو منانے کا اعلان کیا۔ اس وقت ترقی یافتہ ممالک میں بھی خواتین کے حقوق کے حوالے سے بہت کام ہو چکا تھا، البتہ یہ ضرور تھا کہ ترقی پذیر ملکوں میں خواتین کے حقوق اور جمہوری قوتوں کے حوالے سے جدوجہد جاری رہی۔

زوال کے اس دور میں کہ جب زمانہ اسلام کی برکات سے مستفید نہیں ہو رہا اور مسلمان عورت تہذیبوں کی کش مکش میں ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں ایک طرف جدید تہذیب آندھی اور طوفان کی طرح اُس سے نسوانیت کا غرور، حیا کا چلن، عورت پن اور ممتا سب کچھ چھین لینے کے درپے ہے تو دوسری طرف جاہلی رسوم ورواج اُسے وہ بنیادی حقوق بھی نہیں دے پا رہے جو عورت کا حق ہے اور جن غلط رسوم ورواج کی زنجیروں سے حضور ﷺ نے اُسے نجات عطا کی تھی۔ اسی لیے موجودہ دور عورت کے لیے بے چینی، اضطراب اور پریشانی لے کر آرہا ہے۔ انسانی زندگی کے بارے میں ہر پل رویے تبدیل ہوتے چلے جارہے ہیں۔ صدیوں پرانا خاندان کا مستحکم ادارہ اور اُس میں عورت کا مقام کمزور ہوتا چلا جارہا ہے۔ بچے اپنی ماؤں سے وقت نہ ملنے کے سبب عدم تحفظ کا شکار ہو رہے ہیں خاندان کی تباہی کے منفی اثرات نسل نو پر مرتب ہو رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کو آزادی، مساوات اور ترقی کے نام پر دھوکہ دے کر اور ان خوشنما نعروں کی آڑ میں محبت اور حفاظت کے حصاروں سے باہر دھکیل کر تنہائی کے عذابوں اور معاش کے گردابوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر حقوقِ نسواں کے لئے کی جانے والی کوششوں اور ان کے اثرات پر بحث کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ اِس کے اثرات صرف مغربی عورتوں تک محدود نہیں رہے بلکہ مشرقی اور مسلمان عورت بھی اس کی زد میں آ چکی ہے۔ اِس تبدیلی اور چیلنج سے نبرد آزما ہونے کے لِئے ایک مسلمان عورت کا کردار کیا ہونا چاہیے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب پانے کی کوشش ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

عورت کے عالمی دن کے موقع پر ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان زیر نظر کتابچہ پیش کر رہا ہے کتابچہ معروف دینی سکالر ثریا بتول علوی کے مضمون ''خواتین کا عالمی دن'' اور ایک تحقیقی رپورٹ ''عورت پر خاندان کی تباہی کے اثرات'' جو کہ میں نے اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے لیے تیار کی تھی، پر مبنی ہے۔ عورت کی ترقی کا راز خاندان کے استحکام اور اُس کے ساتھ وابستگی میں پنہاں ہے۔ مغرب اس راز کو اپنے خاندانی نظام کے ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جانے کے بعد جان گیا ہے۔ ہمیں اس سے پہلے ہی اس کا ادراک کر لینا چاہیے۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

صدر ویمن اینڈ فیملی کمیشن

جماعت اسلامی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین کا عالمی دن

ثریا بتول علوی

پاکستان میں ہر سال 8 مارچ کا دن آتا ہے اور گذر جاتا ہے۔وہی پہلے والے پروگرام کچھ حکومتی سطح پر کچھ این جی اوز کے ذریعے ریلیاں جلسے جلوس جن میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کے مطالبے کئے جاتے ہیں۔عورت کی زبوں حالی کی دردناک تصویریں پیش کی جاتی ہیں۔اخبارات و جرائد میں عورت کے بارے میں اداریئے اور مضامین شائع ہوتے ہیں۔

اخبارات و جرائد میں عورت کے حقوق کے بارے میں اداریے اور مضامین شائع ہوتے ہیں۔بلند بانگ تقریریں کرنے والی خواتین کی تصویریں اخبارات میں چھپتی ہیں۔ٹی وی میں بھرپور کورتج ہوتی ہے۔اعداد و شمار شائع ہوتے ہیں اور پھر یہ دن بھرپور انداز میں پاکستان میں منانے کی رپورٹس ارسال کی جاتی ہیں! پھر یہ قصہ بس ختم ہو جاتا ہے، پورے سال کے لیے۔اب وہی عورت ہے اس کی مظلومیت! کسی چیز میں معمولی سا بھی فرق واقع نہیں ہوتا۔

8 مارچ خواتین کا عالمی دن کیسے قرار پایا؟ اس کے لئے ایک دلیل پیش کی جاتی ہے۔ 1907ء میں نیویارک میں کچھ خواتین نے 8 مارچ کو اپنی ملازمت کی شرائط کو بہتر بنانے کے لئے مظاہرہ کیا۔جلسے جلوس بھی ہوئے۔ان خواتین پر تشدد بھی ہوا۔مگر ان کے چند ایک مطالبات مان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے گئے۔اسی لئے اس دن کو اقوام متحدہ نے عالمی یوم خواتین قرار دے دیا۔

یہ دن منانے کی روایت بھی خوب ہے۔یہ اہل مغرب کی شاطرانہ پالیسی ہے کہ بے بس اور کمزور پسماندہ طبقوں کے دن مناؤ۔ان کے حقوق کا ورد وظیفہ کرو' پھر ہمدردی کے دو بول سنا دو اور پھر سارا سال وہ مجبور لوگ اپنی جملہ مجبوریوں اور بے بسی کے ساتھ پڑے سسکتے رہیں۔

لیکن یہ دن میرے ذہن میں بہت سے سوال چھوڑ جاتا ہے۔یہ خواتین کے حقوق کا مطالبہ کس سے کیا جاتا ہے اور کس کے لئے کیا جاتا ہے؟ کیا ان لوگوں سے جنہیں عورت کے مسائل سے کبھی واسطہ نہیں پڑتا۔خود اپنے گھر میں کام کرنے والی ملازم خواتین سے بھی ان کا رویہ انتہائی مغرور اور جبر پر مبنی ہوتا ہے۔کشمیر و فلسطین کی بیوہ اور یتیم تڑپتی بلکتی عورتیں ان کو کبھی نظر نہیں آتیں۔افغانی و عراقی عورت پر جو کچھ بیت گیا وہ ان کا کبھی موضوع نہیں بن سکا۔ہندوستان کے مسلم کش فسادات میں عورتوں اور بچوں کی مظلومیت پر وہ گرفت نہیں کرتیں غزہ پر ہونے والی حالیہ دہشت گردی کسی کو نظر نہیں آئی وہاں تڑپنے سسکنے والی 400 خواتین اور 200 بچے حقوق نسواں منانے والی خواتین کے دلوں کو نہیں جھنجھوڑ سکے؟ فاٹا اور سوات کی مظلوم اور اپنے وطن میں مہاجر ہونے والی عورت پر مہر بلب خاموشی نظر آتی ہے۔

1300 فلسطینیوں کو ہلاک اور 7000 سے زائد فلسطینیوں کو زخمی کرنے والے اسرائیلی درندے کی خون آشامی پر کس این۔جی۔او نے احتجاج کیا؟ مظلوم بے بس و بے کس پاکستانی عصمت مآب بیٹی یعنی عافیہ صدیقی پر کی جانے والی امریکی بربریت اور سفاکیت پر کس این۔جی۔اوز نے آواز اٹھائی؟

کسی کا دل ابوغریب جیل سے مظلوم نور اور فاطمہ کے بیان کردہ مظالم پر نہیں تڑپا۔الحمد اللہ! ہم مسلمان ہیں ہمیں آج سے 1426 سال قبل خود اسلام نے بغیر مانگے بہت سے حقوق دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت میں یہ حقوق خود بیان فرما دیئے تھے اور رسول خاتم النبیین نے ان حقوق کو عملاً اپنی حیات طیبہ میں امہات المومنین بنات طاہراتؓ اور صحابیاتؓ کو ودیعت کر کے خواتین کا معاشرے میں مرتبہ و مقام متعین کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اسلام ہی نے تو عورت کو مکمل انسان تسلیم کیا تھا۔ عورت کو ''پاؤں کی جوتی'' ''شر کی بنیاد'' ''گناہ کی جڑ'' قرار دینے والے کو اپنا رویہ تبدیل کر کے ''عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' (النساء 19:4) یعنی عورت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ) کا مژدہ جانفزا سنایا گیا۔ عورت کے بارے میں معاشرے کا فکری رویہ اور شعور تبدیل کر کے عورت کا عزت و احترام اور شرف دلوں میں جاگزیں کیا گیا۔ ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا گیا۔ بیٹی کو اللہ کی رحمت قرار دیا گیا۔ تو نیک بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا۔ اسلام نے بتایا کہ عورت صرف مرد کی خوشنودی کے لئے نہیں بنائی گئی بلکہ مردوں کی طرح اس کی زندگی کا مقصد بھی اللہ کی اطاعت و رضا جوئی ہے۔ مغربی نظریہ مساوات مرد و زن نے عورت کے دامن میں کانٹے ہی ڈالے ہیں جبکہ اسلام حقیقی طور پر طبقہ نسواں کا محسن ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلام اور مغربی تہذیب کے بارے میں رویے کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے۔

بچے کے نقطہ نظر سے

بالکل ابتداء ہی سے بچہ اپنی ماں سے بہت مانوس ہوتا ہے۔ چنانچہ بچے کا تقاضا ہے کہ اس کی ماں گھر میں رہے۔ جب تک ماں اس کو نظر آتی رہتی ہے وہ خوش و خرم رہتا ہے۔ ماں دور ہوتی ہے یا نظر نہیں آتی تو بچہ ایک دم پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر تربیت بھی وہی ماں صحیح طور پر کر سکتی ہے جو بیرون خانہ ذمہ داریوں سے آزاد ہو۔ وہ بچے کی ہر حرکت پر کڑی نگاہ رکھے اور اس کی کمزوریوں کوتاہیوں پر اسے سمجھاتی رہے۔ اسے دین کے احکام پیار سے سمجھائے اور اس کے سامنے بہتر عملی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمونہ پیش کرے۔

جو عورت بیرون خانہ ذمہ داریاں انجام دینے کے لئے گھر سے باہر نکلتی ہے' اس کے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس احساس محرومی کی بنا پر ان کی شخصیت صحیح طور پر نہیں بن سکتی۔ بچے کے حصے میں یہ محرومی جتنی زیادہ آئیگی اتنا ہی اس کی شخصیت میں انتشار ہوگا۔ چنانچہ زیادہ تر جرائم پیشہ لوگوں کے بچپن کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ وہ یا تو یتیم ہو گئے تھے یا کسی اور حادثہ کی وجہ سے ماں کی مامتا سے محروم ہو گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مرد دوران تربیت جتنا زیادہ اپنی ماں اور بہنوں کے قریب رہتا ہے اس کی طبیعت میں اتنا ہی ٹھہراؤ اور اعتدال و توازن ہوتا ہے اور جو شخص ماں کی تربیت سے محروم ہوتا ہے وہ اتنا ہی اکھڑ کرخت اور کھردرا ہوتا ہے۔

لہٰذا مغربی تہذیب کا یہ فلسفہ کہ عورت کو گھر سے نکالو۔ آدھی آبادی گھروں میں بیکار پڑی ہے'' بچے کے لحاظ سے غلط بلکہ جارحانہ ہے۔ جبکہ اسلام عورت کو اپنی تخلیق کی حفاظت کے لیے خلوت کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور یہ گھر میں رہنا بچہ کی سیرت اور شخصیت کے نکھار کی مناسب ضمانت دیتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

مرد کے نقطہ نظر سے

دن بھر کا تھکا ماندہ شوہر جب گھر آتا ہے تو گھر میں عورت کی موجودگی اس کے لئے فرحت بخش اور سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ کاروبار یا ملازمت کے سلسلہ میں اس کو جو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ وہ اپنی بیوی سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو بعض اوقات اس کو مناسب حل بتا دیتی ہے۔ اگر وہ یہ کام نہ بھی کر سکے، تب بھی گھر میں مونس و غمخوار بیوی کی موجودگی سے اس کے تھکے ماندے اعصاب پرسکون ہو جاتے ہیں اور وہ اگلے دن کام کرنے کے لئے تازہ دم ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی مغربی تہذیب کا یہ فلسفہ کہ عورت ضرور ملازمت کرکے اپنے لئے خود کمائے، گھروں کو برباد کرکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھ دیتا ہے۔

خود عورت کے لحاظ سے

اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کا بنیادی فریضہ اپنے گھر اور خاندان کی تعمیر اور اپنے بچوں کی تربیت ہے اور اس کی کفالت اُسکے قریبی رشتہ دار مردوں پر فرض ہے۔ اس کے اخراجات کا ذمہ دار اس کا خاوند ہے۔ اگر خاوند فوت ہو گیا پھر باپ، بھائی، بیٹا جو بھی ہو تو چچا/ماموں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر تو خاندان کا کوئی اور مرد وگرنہ مسلمانوں کا بیت المال اس عورت کی مدد کرے گا۔ بہر صورت کمانا عورت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس کی ضروریات کا بندوبست کرنا بہر حال مرد کے ذمہ ہے۔ گرم و سرد حالات میں خون پسینہ ایک کر کے کمانا ایک مشکل کام ہے۔ اور عورت کمانے کے لئے نہیں بنائی گئی۔

اس کے فرائض دوسری نوعیت کے ہیں۔ اس لیے اسے معاش کی گراں باری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کا عورت پر بڑا احسان ہے کہ اس کی حیا اور نسوانیت کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کی طبعی کمزوری کی پاسداری کرتا ہے اور اس کے فطری وظائف پر اسے بڑی قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ شوہر کی خدمت کا بڑا اجر ہے۔ بچوں کی پرورش کا بے پناہ ثواب ہے۔ خدمت اور حسن سلوک میں ماں کا درجہ باپ سے تین گناہ زیادہ قرار دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس مغرب میں عورت کی ان نسوانی ذمہ داریوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ وہاں عورت ماں، بہن، بیٹی کی حیثیت سے عزت و احترام نہیں رکھتی۔ وہاں عورت صرف گرل فرینڈ ہے اور بس۔ لہٰذا عورت کا کام ہے کہ مرد کو لبھانے کے لئے آپ اپنے آپ کو ہر وقت دلکش اور جاذب نظر بنائے رکھے۔ اس لئے وہ اپنی کمائی کا زیادہ حصہ میک اپ کا سمیٹکس وغیرہ پر صرف کر دیتی ہے۔ پھر وہ اپنی فطری ذمہ داریوں سے بھی آزاد نہیں ہو سکتی۔ کمانا بھی اپنے لئے خود ہے بلکہ زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تر بچے بھی اس کی ذمہ داری قرار پاتے ہیں۔لہٰذا مغربی عورت کو عورتوں کے فطری وظائف بھی ادا کرنا پڑتے ہیں (کہ وہ ان سے کسی طرح پیچھا چھڑا نہیں سکتی) اس طرح مغربی معاشرے میں عورت کی نزاکت اور طبعی کمزوری کے باوجود اسے ڈیڑھ گنا کام کرنا پڑتا ہے اور مرد صرف آدھا کام کرتا ہے۔یعنی صرف اپنے لیے کماتا ہے۔بیوی کا خرچ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔بیوی کے مسائل اور پریشانیوں میں اس کا حصہ دار نہیں بن پاتا۔مغرب میں عورت درحقیقت مردانہ ہوس، جبر اور استحصال کے ہاتھوں اس قدر مجبور، بے بس اور بے کس ہو چکی ہے کہ وہ بے تابانہ اسلام کے دامانِ عافیت میں پناہ لے رہی ہے۔دوسری طرف وہ مردوں کے شانہ بشانہ بھاگ بھاگ کر اب تھک کر اپنے گھروں میں واپس لوٹنے کی کوششیں کرتی پھر رہی ہے۔مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہے۔اب صرف اور صرف اسلام ہی ہے جو مغربی عورت کو گھر بیٹھ کر اپنی نسوانی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مسرور و مطمئن رکھ سکتا ہے۔

مغربی عورت کا شباب

مغرب میں نوخیز عورت گرل فرینڈ بن کر بڑی مصروف زندگی گزارتی ہے۔پندرہ سال کی عمر میں والدین خود بچوں کو تلقین کرتے ہیں کہ جاؤ کماؤ اور اپنے لئے زندگی خود بناؤ۔جو لڑکی بوائے فرینڈ نہ بنائے اس کے والدین اس کے بارے میں پریشان ہونے لگتے ہیں۔اس طرح لڑکی اپنی راہ خود متعین کرتی ہے۔جنسی ہوس ناکی کا طوفان ایسا اٹھتا ہے کہ حیا اور شرم اس میں بہہ نکلتے ہیں۔ پھر جب عمر تیس پینتیس سال کی ہونے لگتی ہے تو ایک آدھ بچہ پاس ہے اور وہ اس کی اور اپنی زندگی کے لئے کما رہی ہے۔اس کا سارا حسن شباب ڈھل جاتا ہے۔مرد اس سے صرف نظر کر لیتا ہے۔ اب مغربی عورت بیچ منجدھار کے تن تنہا رہ جاتی ہے۔بالکل افسردہ پریشان، پشیمان، حیران، اب اس کی تنہائی کا چارہ ساز کون ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس مایوسی اور افسردگی کے دور میں وہ کتے اور بلیوں سے مانوس ہونے لگتی ہے۔ سوشل ویلفیئر کے کام کرنے لگتی ہے۔ مثلاً ہسپتال میں نرس بن جانا کوئی رفاہی ادارہ کھولنا۔ ڈے کیر سنٹر چلانا وغیرہ۔ جب آہستہ آہستہ قویٰ جواب دینے لگتے ہیں تو پھر دوست احباب بیٹا بیٹی اس ازکار رفتہ خاتون کو دارالضعفا (Old age centre) میں چھوڑ جاتے ہیں۔ جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری ایام ساجی کسمپرسی میں گزارنے پر مجبور ہے۔ اس وقت ان کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ان کا کوئی بیٹا بیٹی ان کے پاس صرف چند لمحات گزار لے۔ ایسے بوڑھوں کی نگرانی حکومت کے ذمے ہوتی ہے اور وہ بوڑھوں کے دن منا منا کر اولاد کو اپنے بوڑھے والدین کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہتی ہے۔ مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ کیا اسی بوڑھی خاتون نے اپنی نوجوان بچی کو خود اپنے گھر سے باہر نہیں نکالا تھا کہ وہ جا کر اپنے لیے خود ہی کمائے اور خود ہی زندگی کا سامان پیدا کرے۔ اب وہ اُسی کام میں مصروف ہے۔ اس کے پاس اس بوڑھی کھوسٹ والدہ کے لیے وقت کہاں سے آئے؟

مسلم عورت کا بڑھاپا

مسلم عورت اپنی جوانی کا دور اولاد کی تربیت میں گزار دیتی ہے۔ جوانی کا وقت انتہائی کڑا ہے اور مشقت طلب ہے۔ شوہر کی خدمت بچوں کی ولادت، تعلیم تربیت، گھر داری وغیرہ۔ یہ سارا وقت صبر و رضا کے ساتھ گزارنا پڑتا ہے اور جب اولاد جوان ہوتی ہے تو ماں ایک بار پھر جوان ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اوپر کی گئی بھرپور محنت اپنا پھل لاتی ہے۔ اب اگرچہ عورت خود بوڑھی ہو چکی ہے۔ اس کے قوی کمزور ہو چکے ہیں مگر اس کے چھ سات بچے جوان ہیں۔ اس کا خاوند، بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور بہو، داماد سب اس بوڑھی خاتون کے مرتبہ و مقام سے واقف ہیں۔ وہ اس کے بوڑھے وجود کو اپنے لئے باعث برکت و سعادت سمجھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر کام میں اس کے پاس دعائے خیر کروانے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اس کی خاطر خدمت علاج معالجے میں کمی کوتاہی نہیں کرتے۔ اس کی ایک تکلیف پر سب اس پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ عورت اشارہ کرے، سب حسب توفیق اس کی خدمت میں حاضر ہیں۔

غور کیجئے: عورت کا شباب اور بڑھاپا اسلام میں محفوظ و مامون ہے یا مغربی تہذیب میں۔ یہ تو عرش اور فرش کا فرق ہے۔ یہ تو مشرق اور مغرب کا فرق ہے۔ عورت کی حیثیت کا دونوں تہذیبوں میں بعد المشر قین ہے سمجھ نہیں آتا مسلمان عورت مغربی عورت سے حقوق کا مطالبہ کر کے کیوں خود فریبی کا شکار ہو رہی ہے۔

گھر کا ادارہ

ماں بڑا دلکش لفظ ہے۔ ماں گھر میں ہے تو گھر کی دل کشی قائم ہے۔ بلکہ عورت گھر میں ہے تو گھر وہ پُر بہار گلستان ہے۔ جہاں شوہر کی خدمت بچوں کی تربیت، بیماروں کی بیمار پرسی اور علاج معالجہ اور آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی سب کی خاطر خدمت ہو رہی ہے۔ اور عورت گھر میں نہیں ہے تو گھر صرف ہوٹل بن کر رہ جاتا ہے۔ جہاں مرد بھی آکر رات گزار لیتا ہے۔ اور عورت جب ملازمت سے آتی ہے۔ وہ بھی اپنا وقت پاس کر لیتی ہے۔ گھر کی دلکشی اور جاذبیت بالکل ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہمارے ہاں ایک مشہور محاورہ ہے کہ: میکے تو ماؤں کے دم قدم سے ہی ہوتے ہیں، مائیں نہ رہیں تو میکہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

تعمیر معاشرہ

معاشرہ کی بنیادی اکائی گھر ہے کیونکہ معاشرہ تو گھر سے ہی بنتا ہے۔ اگر گھر ہی برباد ہو جائے تو معاشرہ کیسے تشکیل پائے گا؟ جب عورتیں اپنی بیرون خانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے نکل کھڑی ہوں اور گھر اجڑ کر رہ جائیں تو معاشرہ کیسے تعمیر ہو گا۔ معاشرے کی تعمیر تو تبھی ممکن ہے کہ ہر فرد اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ اپنی ذمہ داری کما حقہ ادا کرے۔عورت کی فطرت' ساخت ،افتادِ طبع اور نفسیات تو اس سے مطالبہ کر رہی ہے کہ وہ گھر کو وہ اپنی جملہ سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنائے ۔اور مرد باہر کے سارے کام کرے ۔عورت گھر میں رہے گی تو بچوں کی صحیح تعلیم ہوگی ۔ان کی صحیح تربیت ہوگی ۔ان کو اچھے برے کا شعور دیا جاسکے گا۔حلال وحرام کے ضابطے ان کو بتائے جاسکیں گے ۔ان کو صحیح مسلمان اور ذمہ دار شہری بنایا جاسکے گا۔ان کے بجائے عورت پل بنانے' سڑکیں تعمیر کرنے' کسی فیکٹری میں جوتے بنانے کے لئے نکل کھڑی ہو' تو اس معصوم بچے کی ، جو گھر میں ماں کی دیکھ بھال سے محروم ہے اور آیا کی نگرانی میں ہے۔پھولنے پھلنے والے بچوں میں راہ ورسم شہبازی کیسے پیدا ہوگی' وہ مسلمان شاہین کیسے بنیں گے ۔گھروں میں مردوں کو سکون نہیں ملے گا تو وہ اپنے کسب معاش کے فرائض صحیح طرح انجام نہیں دے سکیں گے ۔نتیجہ یہ کہ معاشرے میں بگاڑ ، کرپشن اور جرائم کا دور دورہ ہوگا۔معاشرہ ابتری اور انارکی کا شکار ہوگا۔کسی کی جان و مال عزت آبرو محفوظ نہ رہے گی ،تو انجام کار عورت کو ہر جگہ 50 فیصد یا 33 فیصد نمائندگی دینے سے معاشرہ ترقی کرے گا یا تنزل کا شکار ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ مغرب جیسی مادر پدر آزادی عورت کو دینے سے :

1- معاشرے میں حیا کس حد تک پامال ہوئی ۔جنسی ہوس ناکی کے تباہ کن مسائل نے عورتوں کو پریشان کیا۔معاشرے میں کتنی جنسی وبائیں پھوٹیں ۔ایڈز کا مرض خطرناک حد تک کیوں اور کیسے بڑھا؟؟

2- مغرب نے عورت کا استحصال کس طرح کیا؟؟ وہ اپنے گھر کی محفوظ پناہ گاہ سے محروم ہوئی ۔شوہر سے اور بچوں سے محروم ہوئی ۔اس کی بے بسی اور بے کسی کی انتہاء یہ ہے کہ سخت سردی کے باوجود وہ مرد کی خاطر ننگی پنڈلیاں ننگے بازو اور ننگے گلے رکھنے پر مجبور ہے ۔یہ نیم برہنگی مرد کی نظر میں دلکش بننے کے لئے اس کی مجبوری بن چکی ہے ۔جبکہ خود مرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرتاپا زیادہ سے زیادہ کپڑوں میں ملبوس گرم رہتا ہے۔

3- مغرب میں عورت کو دوران ملازمت کبھی ذمہ دار عہدے نہیں دیئے گئے۔آج تک امریکہ کی صدر کوئی خاتون کیوں نہیں بن سکی۔فوج میں بھی اس کو ذمہ دار عہدہ کیوں نہیں دیا گیا؟؟

4- وہی کام مرد کرے تو اس کا معاوضہ زیادہ اور اسی کام کا معاوضہ عورت کو کم ملتا ہے۔اس فرق کا مغرب کے پاس کیا جواز ہے؟

مغربی مساوات مردوزن کا نعرہ، دراصل بربادی نسواں کی مہم ہے۔یہ عورت بگاڑ تحریک ہے۔ اب عورت اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے کرتے اس حد تک آگے بڑھ گئی ہے کہ مرد اور عورت میں کشمکش شدید ہو چکی ہے۔کیا یہ کشمکش تمدن کی انتہائی تباہی کی نقیب نہیں بن رہی؟

خود پاکستان کا معاملہ بہت زیادہ دگرگوں ہو چکا ہے۔قیام پاکستان سے پہلے خواتین کے پاس اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں نہیں تھیں۔مگر ان کے پاس اعلیٰ اخلاقی اقدار،شرم وحیا،بچوں سے محبت وشفقت ،اورشوہر کی وفاداری جیسی خوبیاں موجود تھیں۔ان کی تربیت نے وہ بچے جنم دیئے جنھوں نے قیام پاکستان جیسے ناممکن کام کوممکن کر دکھایا۔مگر عالمی یوم خواتین منانے کے بعد مائیں اپنے اس کردار کو کیوں فراموش کر بیٹھیں۔اب اگلی نسل جاہ و مال کی محبت سے باہر ہی نہیں رہی۔دوسری طرف شرم وحیا کا جنازہ نکل چکا۔بے حیائی اور عریانی خودرو پودوں کی طرح بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔؟

اب کچھ سوال پیش خدمت ہیں، ہماری بہنیں یہ حقوق کس سے طلب کر رہی ہیں؟

کیا شوہر سے؟

جس کو عورت خود اپنا سرتاج کہتی ہے۔اپنے لئے ٹھنڈی چھاؤں سمجھتی ہے اس کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتی ہے اور اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو سب سمجھتے ہیں کہ یہ خاتون کے لئے بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کڑا مرحلہ ہے سب مل کر اس کو حوصلہ تسلی دیتے ہیں۔

یا باپ سے؟

باپ سے حقوق مانگے جا رہے ہیں۔ جو بیٹی کو اپنے لئے باعث رحمت و برکت سمجھتا ہے۔ اس سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔ اس کے لئے کماتا اور محنت کرتا ہے اور بیٹی خود ہر وقت اپنے والد کی صحت و عافیت کی دعا مانگتی ہے۔

یا پھر بھائی سے؟

جس کو دیکھ دیکھ کر بہن جیتی ہے۔ اس کی بلائیں لیتی ہے اور اس پر واری قربان ہوتی ہے اور یہ بھائی اپنی بہن کی عزت کا رکھوالا اور امین کہلاتا ہے۔

یا بیٹے سے؟؟

جس کو پہلے ہی شریعت نے باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ماں کی خدمت کرنے کی تلقین کی ہے۔ جو ماں کی خدمت کر کے ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی جنت ہی ماں کے پاؤں تلے قرار دی گئی ہے۔ وہ اپنی جگہ ولی وقت ہے۔ عالم ہے یا بادشاہ ہے۔ بہر صورت اپنی ماں کو راضی کرے گا تو اللہ اس سے راضی ہوگا وگرنہ اللہ اس سے ناراض رہے گا۔

یہاں تصادم نہیں بلکہ باہمی تعاون ہے۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے۔ ''مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ہے (التوبہ: 61)

اسلام میں مرد، عورت دونوں پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں یہاں مرد و عورت میں کوئی کشمکش نہیں۔ حقوق چھین کر نہیں لینے پڑتے۔ یہاں خیر خواہی اور باہمی تعاون ہے۔ مرد اور عورت اپنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اپنے دائرے میں اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ جس سے دوسروں کے حقوق خود بخود ادا ہو رہے ہیں۔ یہ کشیدگی اور باہم کشمکش تو صرف مغربی تہذیب کا خاصا ہے۔ پھر مرد عورت کا یہ باہمی تعاون اپنے اپنے دائرہ کار کے اندر رہ کر ہے ورنہ مرد کے لئے عورت کی مشابہت اور عورت کے لئے مرد کی مشابہت ممنوع ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت ماں بن کر معاشرے کی جتنی خدمت کر سکتی ہے باپ بن کر نہیں کر سکتی۔ خاتون بن کر وہ جتنا فائدہ پہنچا سکتی ہے فوج یا تھانے میں ملازمت کر کے وہ رول ادا نہیں کر سکتی۔

آج بھی موجود پاکستانی معاشرے میں نوے فیصد عورتیں اپنے خانگی فرائض برضا ورغبت انجام دے رہی ہیں۔ وہ گھروں میں انسانی نسل کو پروان چڑھانے کے ساتھ ساتھ معاشی میدان میں بھی حتی الوسع اپنے شوہر کا ہاتھ بٹا رہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ خواتین عالمی دن منا کر آخر مردوں کو کیا پیغام دینا چاہتی ہیں۔ اگر تو آپ مردوں کو اس بات کی طرف مائل کر دیں کہ ہمارے معاشرے میں ہندوانہ تہذیب کے تحت عورت کی قدر و منزلت میں کمی واقع ہوگئی ہے' اس کو دور کیا جائے اور اس کو وہ حقوق دلوانے کی بھرپور جدوجہد کی جائے جو اسے خود اسلام نے عطا کئے ہیں۔ جہیز کے خلاف مہم چلائیں وراثت میں اس کا حق دلائیں۔ خواتین یونیورسٹیاں قائم کروائیں۔ تو یہ فی الواقع آپ کی بہت بڑی قومی خدمت ہوگی۔ عورت کو گھر میں ذہنی سکون واطمینان ملے گا۔ تو معاشرے میں بھی خود بخود امن وچین قائم ہو جائے گا۔ جرائم میں بھی بہت حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔

حقوق نسواں کے علمبرداروں سے ہمارا ایک سوال ہے کہ تحفظ نسواں ایکٹ سے عورتوں کو کتنا تحفظ ملا؟ کیا آپ نے اخباروں کی پیش کی ہوئی یہ رپورٹ نہیں دیکھی کہ سال 2008ء میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے لیے 26 نئے دارالامان کے قیام کا اعلان کیا گیا......؟ کیا یہی تحفظ کے نعروں کی حقیقت ہے کہ گھروں میں بیٹھی ہوئی پرسکون بہو بیٹیوں کو ورغلا کر باہر نکالو اور پھر ان کو تحفظ دینے کے لیے دارالامان کھلواتے چلے جاؤ۔ اس کے بجائے کشمیر، فلسطین، ہندوستان اور افغانستان عراق میں تباہ و برباد ہونے والی مظلوم مسلم خواتین کی حالت زار کی طرف توجہ دیں۔ ان کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ لاکھوں خواتین کو بیوہ اور ان کے بچوں کو یتیم بنایا جا رہا ہے۔ سنگین کی نوک پر ان کے دامن عصمت تار تار کیے جا رہے ہیں۔ سالہا سال سے جاری مظالم کے بارے میں آخر لوگ کیوں گنگ ہو جاتے ہیں اور کیوں اندھے اور بہرے بن جاتے ہیں۔ ان مظلوم خواتین کے بارے میں مذاکرے اور مباحثے، کنونشن منعقد ہونے چاہئیں۔ ان کے بارے میں چھائی ہوئی بے حسی کو دور ہونا چاہیے۔ عافیہ صدیقی جیسی عصمت مآب بیٹیوں کو امریکی قید سے چھڑانا چاہیے۔

تب تو یوم خواتین منانے کا واقعی فائدہ ہوگا۔ وگرنہ فضول رسمی بے فائدہ کارروائیاں کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اب کچھ سوال خود اہل مغرب سے، جو ہر وقت عورت کے حوالے سے اسلام پر تابڑ توڑ حملے اور اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

☆ تم صرف دن منانا ہی جانتے ہو اور منشور تیار کرنا ہی جانتے ہو، مگر درحقیقت تم کسی کا حق ادا کرنے کے عادی نہیں ہو۔ عالمی یوم خواتین منا کر تم عورتوں کے استحصال پر کیوں تلے ہوئے؟ مسلم خواتین کو کیوں زبردستی بگاڑنا چاہتے ہو؟

☆ تم کیسے شوہر ہو کہ اپنی بیوی سے کہتے ہو کہ میں تو صرف اپنے لئے کما سکتا ہوں۔ تمہیں اپنے لئے خود ہی کمانا ہوگا۔ بلکہ بچوں کے لئے بھی تم خود ہی کماؤ گی۔

☆ تم کیسے باپ ہو اپنی نوخیز بیٹیوں کو خود گھر سے نکال دیتے ہو کہ جاؤ اپنے لئے خود ہی کماؤ اور اپنے شادی بیاہ کے معاملات بھی خود ہی سنبھالو۔ تم کیسی بیویاں ہو کہ شوہر کی خدمت نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی رضا جوئی کی خواہش تمہارے اندر پائی جاتی ہے۔تم کیسی مائیں ہو کہ اپنے بچوں کو تالے لگا کر خود کبھی کمانے کے لئے اور کبھی دادعیش دینے کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہو؟حتی کہ معصوم تمہارا انتظار کرتے کرتے اگلے جہاں پہنچ جاتے ہیں اور تم کیسی بیٹیاں ہو جو ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کو اپنے لئے وبال جان سمجھتی ہو۔

آؤ اُس اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لیں۔جس نے عورت کو انسانیت کا شرف بخشا۔ اُس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں لوٹ آئیں جس نے مظلوم ومحروم عورت کو وہ حقوق عطا کیے جس کے لیے آج کی عورت دربدر پھر رہی ہے۔

●......●......●

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت پر خاندان کی تباہی کے اثرات

مغرب کے ٹوٹتے بکھرتے خاندانی نظام کا اندازہ الزبتھ کی اس کہانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

الزبتھ نے ہر سانس کے ساتھ قریب آتی ہوئی موت کو ایک ناگزیر حقیقت سمجھ لیا تھا اور اب وہ چاہتی تھی کہ اس کے پاس جتنا بھی وقت باقی ہے وہ اپنے خاندان خاص طور پر اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ گزارے۔ لیکن اسے یہ بھی علم تھا کہ اس کا بیٹا اب اس کا بوجھ اٹھانے کی بجائے اسے اولڈ ایج ہوم (بوڑھوں کی پناہ گاہ) میں داخل کروانے کا خواہش مند ہے، جس کا اظہار وہ چند روز قبل کر بھی چکا تھا۔ جب مستقبل بے وجود ہو جائے تو ماضی ہی وہ دریچہ رہ جاتا ہے جس سے گزر جانے والے ہر لمحے کو تصور میں زندہ کیا جا سکتا ہے۔

الزبتھ بھی بند کمرے میں آنکھیں موندے اس وقت کا تصور کر رہی تھی جب اس نے اپنی ساس کو اولڈ ایج ہوم بھجوایا تھا تاکہ اس کا گھر اس کے شوہر کی بوڑھی ماں کے 'جراثیم' سے پاک ہو اور آج وقت اپنے آپ کو پھر دہرا رہا تھا۔ اس کی بہو نے پہلے ہی اسے کہہ دیا تھا کہ الزبتھ کی بیماریوں سے اس کے پوتے پوتیوں کو 'خطرہ' ہے۔ اس کے جراثیم کی وجہ سے بچے کا باپ (یعنی الزبتھ کا بیٹا) پریشان ہے۔ اس لیے الزبتھ کو اب اولڈ ہوم میں رہنا ہوگا۔ الزبتھ نے اپنے بیٹے اور بہو کو سمجھایا۔ ان کے سامنے روتی رہی کہ میں بچوں سے دور رہ کر انہیں دیکھ لیا کروں گی۔ مگر اسے سختی سے منع کر دیا گیا تھا اور اب وہ اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیارا گھر چھوڑ جانے پر مجبور تھی۔ البتہ بہت دکھی اور مایوس تھی لیکن جو کچھ وہ خود ماضی میں کرتی رہی تھی اس کے بعد وہ کیوں اُمید رکھ سکتی تھی کہ انجام بخیر ہوگا؟ اگر ابھی نہ سہی تو کچھ عرصے بعد یہ تو اس کے ساتھ ہونا ہی تھا۔ وہ بیمار تھی مگر اس کے پاس گھر چھوڑنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔

یہ مغرب کے خاندانی نظام کی وہ حقیقت ہے جو ایک معمول بن کر رہ گئی ہے مغربی معاشرے میں خاندان کا ادارہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ شادیوں کی شرح میں کمی اور طلاق یافتہ جوڑوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے 1 جبکہ اولڈ ہومز مغرب کے سماجی نظام کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسقاط حمل، خواتین پر تشدد، جنسی زیادتی، خواتین اور مردوں کے درمیان سماجی عدم مساوات و جنسی امتیاز 'روشن خیالی' کا ایک 'خوشنما' منظر پیش کر رہے ہیں۔

ملازمت پیشہ خواتین کے بارے میں Pew Research Center کی رپورٹ کا تجزیہ:

pew Research center امریکہ کا ایک مشہور تھنک ٹھینک ہے جو کہ معاشرتی اور سماجی طور پر تحقیقاتی رپورٹس شائع کرتا رہتا ہے۔ اس تحقیقی مرکز سے 1997 سے 2007 تک کے عرصے کے دوران گھریلو ماؤں اور ملازمت پیشہ ماؤں سے انٹرویوز کر کے کل وقتی اور جز وقتی ملازمت کے خاندان کے معمولات پر اثرات اور ان کی دلچسپی کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ ان کی ملازمت میں دلچسپی میں خاطر خواہ کمی محسوس ہو رہی ہے۔ 2

1997 سے 2007 تک

ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی میں کمی
آپ کے لیے کونسی صورت حال پسندیدہ ترین ہے؟
کل وقتی ملازمت، جز وقتی ملازمت یا گھر سے باہر ملازمت نہ کرنا؟؟

1. یورپی یونین کمیشن رپورٹ، ۲۰۰۷ء
2. Paul Taylor, Kary Funk Appril Clork, Fewer Mothers Prefer Full-time Work, Survey Report 1997-2007, Pew Research Center.U.S.A.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	ملازمت پیشہ مائیں			گھریلو مائیں		
	۱۹۹۷ء %	۲۰۰۷ء %	تبدیلی/کمی	۱۹۹۷ء %	۲۰۰۷ء %	تبدیلی/کمی
کل وقتی ملازمت	۳۲	۲۱	-۱۱	۲۴	۱۶	-۸
جز وقتی ملازمت	۴۸	۶۰	+۱۲	۳۷	۳۳	-۴
گھریلو	۲۰	۱۹	-۱	۳۹	۴۸	+۹
معلوم نہیں	-	-	-	-	۳	-

اس گراف کے مطابق 1997ء میں ملازمت پیشہ ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 32 فیصد ہے۔ جبکہ 2007ء میں یہ شرح 21 فیصد ہے۔ ان دس سالوں میں کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح میں 11 فیصد کمی ہوئی ہے۔ ملازمت پیشہ ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی میں کمی کی طرف رجحان پایا گیا ہے۔

1997ء میں جز وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 48 فیصد ہے اور 2007ء میں یہ شرح 60 فیصد ہے۔ جز وقتی ملازمت میں ملازمت پیشہ ماؤں کی دلچسپی میں 12 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ملازمت پیشہ ماؤں نے جز وقتی ملازمت کو کل وقتی ملازمت سے زیادہ پسند کیا ہے۔

ملازمت پیشہ ماؤں کی باہر ملازمت نہ کرنے میں دلچسپی کی شرح 1997ء 20 فیصد اور 2007ء میں 19 فیصد ہے۔ گھریلو ماؤں کی کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 1997ء میں 24 فیصد ہے۔ جبکہ 2007ء میں کل وقتی ملازمت میں دلچسپی کی شرح 16 فیصد ہے۔ کل وقتی ملازمت میں گھریلو ماؤں کی دلچسپی کی شرح میں 8 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

جز وقتی ملازمت میں گھریلو ماؤں کی دلچسپی کی شرح 1997ء میں 37 فیصد ہے اور 2007ء میں شرح میں کمی ہو کر 33 فیصد ہو گئی ہے۔ گھریلو ماؤں کی جز وقتی ملازمت کی دلچسپی میں 4 فیصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمی واقع ہوئی ہے۔

گھریلو ماؤں کی باہر ملازمت نہ کرنے میں دلچسپی کی شرح 39 فیصد ہے جبکہ 2007ء میں یہ شرح 48 فیصد ہوگئی ہے۔ اس گراف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گھر اور خاندان میں رہنا عورت کی فطرت میں ہے اور اس کی یہ فطری دلچسپی اس مادہ پرست دور میں بھی بڑھ رہی ہے۔ ملازمت پیشہ اور گھریلو ماؤں نے ملازمت کل وقتی اور جزوقتی دونوں میں کم دلچسپی کو ظاہر کیا ہے۔

کام کرنے والی ماؤں کی ترجیحات

2007ء میں 2000 لوگوں پر مشتمل ایک سروے میں، صرف 21 فیصد ماؤں نے جن کے بچے 18 سال سے کم عمر کے تھے یہ کہا کہ ان کے لیے بہترین صورت حال یہ ہے کہ وہ فل ٹائم کام کریں۔ 2007ء میں اس میں کمی آ گئی۔3

جن لوگوں نے پارٹ ٹائم کام کرنے کو ترجیح دی ان کا شمار 1997ء سے آج کے دور تک 48.60 فیصد بڑھ گیا۔ (درحقیقت صرف ایک چوتھائی مائیں جزوقتی ملازمت کرتی ہیں۔)4

گھر پر رہنے والی ماؤں کی ترجیحات (1997-2007ء):

1997ء میں تقریباً 4 میں سے ایک نے کہا کہ ہم فل ٹائم کام کو ترجیح دیں گی۔ 2007ء میں صرف 16 فیصد نے اس بات کا جواب دیا۔5

تمام ماؤں کی ترجیحات (1997-2007ء):

۲۰۰۷ میں ۱۶ فیصد نے کہا کہ ہم فل ٹائم کام کرنا چاہتی ہیں، جبکہ 1997ء میں یہ شرح

---

3. Cathy Young, The Opt out revolution .NewYork Times 2003, 17 Sep.
4. The Case for staying at home ,Why more young Moms are Opting out of the Rat Race .(Times 22 March 2004)
5. The Year of Domesticity(NewYork Times, Jan, 2006

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

31 فیصد تھی۔6

باپ کی ترجیحات (2007ء):

16 فیصد مرد جن کے چھوٹے بچے تھے انہوں نے Pew poll میں کہا کہ بچوں کے ساتھ گھر میں وقت گزارنا انہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔7

ماؤں اور کام کے اعداد و شمار:

درحقیقت 72 فیصد مائیں ایسی ہیں جن کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔وہ ساتھ ساتھ ملازمت بھی کرتی ہیں۔یہ اعداد و شمار 1975ء میں 47 فیصد تک بڑھ گئے اور 1997ء سے لیکر اب تک اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ایک اور سروے کے مطابق آدھی سے زیادہ شادی شدہ عورتیں جن کے 18 سال سے کم عمر کے بچے ہیں فل ٹائم کام نہیں کرتیں اور تقریباً آدھی ایسی ہیں جو کوئی کام نہیں کرتیں۔8

برسر روزگار عورتیں اور ان کی تعلیم کا تناسب:

1997 میں صرف 9 فیصد میڈیکل کی ڈگریاں، 7 فیصد Law کی ڈگریاں اور 4 فیصد ایم بی اے کی ڈگریاں عورتوں میں تقسیم کی گئیں۔30 سال بعد یہ تناسب بڑھ کر ترتیب کے لحاظ سے 43 فیصد، 47 فیصد اور 41 فیصد ہو گیا۔

صرف 38 فیصد عورتیں ایسی ہیں جنہوں نے 1981، 1985، 1991ء میں ہارورڈ بزنس سکول سے گریجویشن کیا۔اب وہ فل ٹائم کام کرتی ہیں۔

---

6. Amelia Warren Tyagi, Why Womens have to Work (Times March 22. 2004)
7. The return of Mommys Wars (Reasons Magazine March 2004)
8. Dispatches from the Mommys Was.Are Full time working mothers losing the Battle?(Reasons Magazine March 2004.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2003ء میں 'ییل' میں 50 فیصد، برکلے لاء سکول میں 63 فیصد، ہارورڈ میں 46 فیصد، کولمبیا میں 51 فیصد، انڈر گریجویٹ بزنس میجر میں 50 فیصد، ایم بی اے میں 30 فیصد عورتوں نے داخلے لیے۔

لاء کی فرموں میں صرف 16 فیصد پارٹنر عورتیں تھیں۔ 16 فیصد کارپوریٹ آفیسر تھیں۔ 500 میں سے 8 فارچون کمپنیوں میں عورتیں (سی ای او) تھیں۔ 435 میں سے 62 ہاؤس آف ریپریزینٹو کی ممبر عورتیں تھیں اور ۱۰۰ میں ۱۴ سینٹ کی ممبر تھیں۔ 9

عورتوں کو کام کیوں کرنا پڑتا ہے؟

ڈیلی ٹائمز میں ایملیہ مارن تیاگی نے اس سوال کے جواب میں کہ "آج کی ماؤں کو پیسوں کے لیے کیوں اتنی زیادہ دیر دفتر میں اور آفس میں کام کرنا پڑتا ہے؟" بتایا:

ہاں یقیناً وہ خواتین جنہوں نے اپنی دادی ماؤں سے مشورہ کر کے کسی ڈاکٹر، کسی وکیل اور کسی ایگزیکٹو کے ساتھ شادی صرف اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لیے کی یا پھر اپنے آپ کو افق پر دیکھنے کے لیے مگر اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے انہیں کام کرنا پڑتا ہے۔

70ء کی دہائی سے لے کر اب تک ایک اوسط درجے کے خاندان کے گھر کا بجٹ 69 فیصد سے بھی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ جب کہ ایک اوسط درجے کے مرد کی کمائی ایک فیصد سے بھی زیادہ کم ہوگئی ہے۔ اب اس اونچ نیچ کو کس طرح ٹھیک کیا جاسکتا ہے؟ ظاہری بات ہے، ماں کے پیسوں سے۔

ایک اوسط درجے کا جوڑا اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ 127,000 ڈالرز سے زیادہ ایک گھر پر خرچ کرتا ہے، جو کہ 20 سالوں کے اندر اندر 720,000 ڈالرز سے تجاوز کر گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک پری سکول ہوتا ہے جو زیادہ تر ایلیمنٹری سکول کے لیے بنیادی شرط ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مائیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کا بچہ ابتدائی تعلیم ضرور کسی اچھے سکول سے

9. Fewer Mothers prefer full time Work.(PEW Research Centrepoll 1997-2007)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرے، جس طرح ماہرین تعلیم کہتے ہیں، اس کے لیے بہت سے پیسوں کی ضرورت ہے۔ ایک فل ٹائم پری سکول پروگرام پر تقریباً سالانہ 5,000 ہزار ڈالرز کی لاگت آتی ہے۔ اس کے علاوہ، ریاستی یونیورسٹیوں میں ایک سال کی ٹیوشن اور اس میں انشورنس کی رقم بھی شامل کریں اور اس کے علاوہ وہ رقم بھی جو ایک بچے کو کالج میں داخلے کے وقت دینی ہوتی ہے۔ جس میں وقت کے ساتھ ساتھ دوگنا اضافہ ہوا ہے اور زیادہ تر مڈل کلاس عورتوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وہ کوئی نہ کوئی نوکری کریں۔ 10

خواتین اور مردوں میں صنفی امتیاز

یورپ میں خودمختار زندگی اور خاندان سے الگ رہنے کے رجحان کے نتیجے میں عورتوں میں غربت کا تناسب مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ اس وقت ۱۹ فیصد مردوں کے مقابلے میں ۲۱ فیصد خواتین غربت کی نچلی سطح پر زندگی گزار رہی ہیں۔ مغربی معاشرے میں مساوی حیثیت کے دعویٰ میں تضاد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ملازمت پیشہ خواتین کو مردوں کے مقابلے میں فی گھنٹہ ۱۵ فیصد کم اجرت پر ملازمتیں فراہم کی جاتی ہیں (یہ اعداد و شمار ۲۰۰۶ء کے ہیں) جبکہ مجموعی طور پر سال بھر میں خواتین مردوں کے مقابلے میں ۲۵ فیصد کم تنخواہ پر کام کر رہی ہیں۔ اسی طرح خواتین کو مردوں کے مقابلے میں ملازمت کے مواقع کم فراہم کیے جاتے ہیں۔ اگر ہر ۱۰۰ میں سے ۷۲ مردوں کو ملازمتیں حاصل ہیں تو اس کے مقابلے میں خواتین میں یہ تناسب 7.5 رہی۔ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۷ء کے دوران خواتین کو مستقل کی بجائے عارضی طور پر ملازمت دینے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ اور اس کی شرح ۴۱ فیصد سے بڑھ کر ۴۶ فیصد ہوگئی، جبکہ مردوں میں یہ تناسب صرف بیس فیصد کے قریب رہا۔ تقریباً ۶۳ فیصد یورپی خواتین اپنے بچوں کے اخراجات خود اٹھانے پر مجبور ہیں۔ 11

ان چند اعداد و شمار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یورپ میں خواتین کو مساوی حیثیت دینے

10. Emilia marn Tiagi (Monday.March.22-2004.Times)

11. یورپی یونین کمیشن رپورٹ، ۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دعوے میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

مغربی معاشرہ ایک ایسی بند گلی میں پہنچ چکا ہے کہ جہاں مذہب کی طرف واپسی کے علاوہ تمام بند راستے ان کا منہ چڑا رہے ہیں اور دیکھنا یہ ہے کہ آخر کب تک مغربی معاشرے کے افراد سپاٹ دیواروں سے ٹکراتے اور بے بسی اپنی تباہی کا تماشا دیکھتے ہیں۔12

انیسویں صدی کے آخری ربع میں خواتین کے حقوق کے نام پر اٹھنے والی تحریکیں یورپ کو اس مقام تک لے جائیں گی کہ پوری تہذیب بقا کے خطرے سے دوچار ہو جائے گی۔ اگرچہ آغاز کار میں ان تحریکوں کے اولین مطالبات مرد و زن کے درمیان سیاسی، سماجی اور معاشی مساوات کے دل فریب اور پرکشش نعروں پر مشتمل تھے لیکن رفتہ رفتہ اس تحریک نے نہ صرف عورت اور مرد کے سماجی بندھن کو نشانہ بنایا بلکہ ہر قسم کی خاندانی مذہبی، اور سماجی پابندیوں سے بیزاری کا اعلان بھی کیا گیا۔ آزاد خیال اور عقلیت پرست سائنسدانوں اور مفکرین کی علی الاعلان حمایت اور مذہبی حلقے کی درماندگی، کم مائیگی اور بے بصیرتی کے باعث یہ جھاڑیاں پھلتی پھولتی زہر ہلاہل بن کر انسانیت کی رگوں میں دوڑنے لگی۔ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کی ضروریات نے ان نوخیز نظریات کو پنپنے میں مہمیز کا کام کیا اور مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی راہ ہموار کی۔

جذباتیت پر مبنی لٹریچر اور اقدار کی حمایت نے مرد و زن کی مساوات پر مبنی نعروں اور مطالبوں میں وہ دلکشی پیدا کی کہ بالآخر مغربی عورت نے تمام سماجی اور خاندانی بندھن توڑ کر سرمایہ پرست مغربی معاشرے کی بھوک مٹانے کے لیے گھر کی دہلیز سے باہر قدم نکال لیا۔ یوں ایک ایسے معاشرتی انحطاط کا آغاز ہوا جس کی بنیادیں تا حال مزید گہری ہو رہی ہیں۔

ماں کی ممتا بمقابلہ آزادی نسواں

امریکن ٹی وی کا ایک مقبول پروگرام 'اوپرا' دیکھتے ہوئے مجھے یہ لگا کہ امریکہ کی آزاد خیال

12. مسعود احمد مجاہد، یورپ تباہی کے دہانے پر، ماہنامہ ہم قدم، لاہور، ص ١٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتیں ابھی تک اپنے ذریعہ معاش اور ماں بننے کی جبلت کے درمیان پھنسی ہوئی ہیں۔

حیران کن طور پر کچھ ماؤں کو اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے روتے ہوئے دیکھا اور ان خواتین کو جنہوں نے بچوں کی خاطر اپنے پیشے کو خیر باد کہہ دیا۔ یہ باتیں آنکھیں کھول دینے والی تھیں اور یہ انکشاف ہوا کہ آزاد امریکی عورتیں اس معاملے میں کتنا تذبذب کا شکار ہیں کہ جو بنیادیں انہوں نے اپنے معاشرے کو بنانے کے لیے رکھی تھیں، اس معاملے سے قطع نظر کہ حکومت نے ماؤں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کافی کوششیں کیں کہ وہ کام پر آئیں لیکن گذرے ہوئے سالوں میں اس معاملے میں کوئی کمی آتے ہوئے نہیں دیکھی گئی ہے۔ زیادہ تر جوڑوں میں مائیں ہیں جو اپنے ذریعہ معاش سے کنارہ کشی اختیار کر گئیں تاکہ وہ اپنے ممتا کی تسکین کر سکیں اس طرح کے رجحانات نے مجھے کافی محظوظ کیا کیونکہ میں ان کی مغربی آزادخیالی کو خطرے میں پڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔13

نیویارک ٹائمز میں ایک آرٹیکل شائع ہوا تھا۔ اس کا نام Study links working mothers to slower learning تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جلد نوکری شروع کر دینا اُن کے بچوں کی ذہنی نشوونما پر غلط اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس آرٹیکل میں یہ لکھا گیا تھا کہ جو بچے زیادہ تر وقت ڈے کیئر سنٹرز میں گزارتے ہیں وہ غصیلے ہو جاتے ہیں اور ان کی طبیعت میں بہت ساری کمی رہ جاتی ہے۔ جسے صرف اس کی ماں ہی پوری کر سکتی ہے اور کوئی نہیں۔14

اس رپورٹ کے مطابق پورا دن ملازمت کرنے والی ماؤں کے بچے سکول میں بہت خراب نتائج کے حامل ہیں۔ ایک ریسرچ کے مطابق: جلدی گھر آجانے والی ماؤں کے بچے کے اے لیول پاس کرنے کے چانسز ۶۰/۵۰ فیصد تک بڑھ جاتے ہیں۔ باپ کی ملازمت اس معاملے میں

13. Falqa Salman, Mother-hood vs-60s Feminism
مراسلہ بنام سمیہ راحیل قاضی

14. Tamar Lewin,Study Links Working Mothers Slower Learing, New York Time, July-17,2002

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کم اثرانداز ہوتی ہے۔15

یہ تحقیق ۱۹۷۰ میں پیدا ہونے والے لوگوں کی زندگی اور ان کے تعلیمی کیریئر کے دوران ہونے والی ترقی پر مشتمل ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کم قابلیت اُن بچوں میں پائی گئی جن کی مائیں بچے کے پانچ سال تک کا ہونے سے پہلے ہی ملازمت میں چلی گئیں۔فل ٹائم کام کرنے والی ماؤں کے بچوں میں نفسیاتی امراض بھی زیادہ دیکھنے میں آئے۔اس رپورٹ سے یہ بات ثابت کی گئی کہ وہ بچے جن کا وقت اپنے والدین کے ساتھ کم گزرتا ہے وہ نالائق ہوتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ آرٹیکلز اور ریسرچ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ماڈرن عورت کو اپنی پسند کا اختیار دیا جائے تو اپنے ذریعہ معاش سے زیادہ اپنے بچوں،خاندان اور ذاتی زندگی کو ترجیح دے گی۔

تشدد اور خواتین کی زندگی پر اس کا اثر

عورتوں کے خلاف تشدد کئی شکلوں میں موجود ہے جو کہ صرف گھریلو تشدد تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں خوفزدہ کرنا، بے حرمتی کرنا،عورتوں اور بچوں کو کام کی جگہ پر ہراساں کرنا، زبانی گالم گلوچ کرنا اور نفرت کی نظر تک دیکھنا شامل ہے۔اس سلسلے میں جو حقائق اور اعداد و شمار اکٹھے کیے گئے ہیں۔ظاہر کرتے ہیں کہ تشدد ایک ایسا رویہ ہے جسے فوری طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔تمام عورتیں کسی امتیاز کے بغیر کسی بھی طبقے،قابلیت،عمر،نسل،عقیدہ،تعلیم،شکل وصورت اور رنگ تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

گھریلو تشدد

گھریلو تشدد بنیادی طور پر عورتوں کے خلاف تشدد کی ایک قسم ہے مگر مرد بھی اس کا شکار ہوتے ہیں۔National Crime Victimization کے اعداد و شمار کے مطابق ۶ لاکھ ۹۱ ہزار ۷ سو دس تشدد کے واقعات موجودہ یا سابقہ شوہر کی طرف ہوتے ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں تقریباً پانچ لاکھ ۸۸

15. Ibid

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہزار ۴ سو نوے عورتوں پر گھریلو تشدد کی شرح سفید فام عورتوں کی شرح سے زیادہ ہے۔ گھریلو تشدد کے ایک ہزار میں سے ۲۹ ہزار واقعات سیاہ فام عورتوں کے اور ایک ہزار میں سے ۲۰ واقعات سفید فام عورتوں کے ہوتے ہیں۔16

National Violence Against Women Survey کے مطابق لاطینی عورتوں پر جسمانی تشدد کے ایک رپورٹ کے مطابق ۷.۹ فیصد لاطینی عورتیں زیادتی کا شکار، ۲۱.۲ فیصد عورتیں جسمانی تشدد کا شکار اور ۴.۸ فیصد عورتیں شوہر کے تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ یہ عورتیں اپنے موجودہ اور سابقہ بوائے فرینڈز کے ہاتھوں تمام زندگی خوفزدگی کا شکار رہتی ہیں ان میں اس تشدد کے واقعات کو رپورٹ کرنے کی شرح سفید فام عورتوں سے ۲.۲ فیصد زیادہ ہے۔17

آبروریزی اور جنسی امراض

یورپ میں جنسی تعلقات کی مکمل آزادی کے باوجود عصمت دری کے واقعات کی شرح بہت زیادہ ہے۔ صرف برطانیہ میں ہی سالانہ ۵۰ ہزار کے قریب خواتین کی عصمت دری کی جاتی ہے جن میں سے صرف چھ فیصد ملزمان کو ہی سزا دی جاتی ہے۔ جبکہ ۱۶ سال یا اس سے بھی کم عمر لڑکیوں کی بڑی تعداد کو ان کے ساتھ طالب علم، اساتذہ یا رشتے داروں کی طرف سے جنسی زیادتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح یورپ کے چند ممالک جیسے فن لینڈ میں ۲۵ فیصد، ہالینڈ میں ۳۰ فیصد کے قریب، سویڈن میں ۴۹ فیصد اور برطانیہ میں ۲۵ فیصد غرض پورے یورپ میں ۳۰ فیصد خواتین کو اپنی پوری زندگی میں کم از کم ایک دفعہ جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یورپ میں عورتوں پر تشدد اور جنسی زیادتی کے بعد علاج معالجے اور مقدمات میں سالانہ ۵۰ ارب ڈالر خرچ کر دیے جاتے ہیں۔18

16. National Crime Victimization Survey. Bureau of Justice 2003.
17. National Violence Against Women Survey Lahnas.
18. عالمی ادارہ صحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یورپ خاص طور پر مشرقی یورپ میں ہر سال دس لاکھ معصوم بچے جن میں بڑی تعداد لڑکیوں پر مشتمل ہوتی ہے کو جنسی مقاصد کے لیے فروخت کیا جاتا ہے۔

اسی طرح بدکاری کی مکمل آزادی کی وجہ سے ۲۰۰۴ء میں یورپ کی ۳۴ فیصد خواتین ایڈز یا دیگر موذی جنسی امراض میں مبتلا تھیں۔ ادارہ صحت کے اندازے کے مطابق اس شرح میں ۸ سے ۱۰ فیصد اضافہ ممکن ہے۔19

US DEPT OF JUSTICE اور FBI کی رپورٹ

☆ امریکہ میں ہر اڑھائی منٹ کے بعد ایک عورت کو زیادتی (RAPE) کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔(US DEPT OF JUSTICE 2003) ان میں بارہ سال سے اوپر کی عورتیں اور بچیاں ہیں۔

☆ ۱۹۹۶ء میں ۳۰۷،۰۰۰ عورتیں زیادتی (Rape, Attempted Rape, Sexual assault) کا شکار ہوئیں۔ جبکہ ۱۹۹۵ء-۱۹۹۶ء کے درمیان ۶۷۰،۰۰۰ عورتیں زیادتی کا شکار ہوئیں۔20

☆ جبکہ ۱۹۹۶ء میں صرف ۳۱ فیصد کی رپورٹ کی گئی یعنی ہر تین میں سے ایک سے بھی کم رپورٹ ہو۔21

☆ ۴۷ فیصد زیادتی کی شکار جانتی ہیں کہ انہیں کس نے ریپ کیا۔22

---

19. elseberg, M and Heise, L., Regearching Voilence Against Women a Practical Guide for Researchers and Activists (Washington D.C. Who Path, 2005)
20. National Crime Victimization Survey, Bureau of Justice Statistics USA Dept of Justice 1997
21. Bureau of justice Statisstics 1997
22. Voilent Victimisation of Collage Students 2003

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ ذیل اعداد و شمار 1995-2003 National Crime Survey, USA Dep of Justice تک کے ہیں۔

☆ ہر پانچ میں سے ایک ریپ پبلک جگہ یا پارکنگ میں ہوتا ہے۔

☆ ۵۵ فیصد زیادتی کرنے والے Rapists شراب یا کسی دوسرے نشے میں ہوتے ہیں۔

☆ ۴۱ فیصد زیادتی کی شکار عورتوں کو ہسپتال کی ضرورت پڑتی ہے۔

☆ Rape Victim عورتوں میں ۹۶ فیصد بارہ سال سے کم عمر بچیاں ہیں۔23

☆ (Child Abuse) بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے والے اوسطاً ۷ بچوں کو نشانہ بناتے ہیں۔24

امریکہ میں عورتوں پر جنسی تشدد

RAINN (Rape, Abuse and Incest National Network) جو کہ عورت پر تشدد کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کا امریکہ کا قومی ادارہ ہے، اس نے قومی شماریات25 کے عنوان سے درج ذیل اعداد و شمار جاری کیے ہیں:

حالیہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ امریکہ میں جنسی تشدد اور زیادتی کے واقعات پورے معاشرے میں زہر کی طرح سرایت کر چکے ہیں۔

☆ امریکہ میں ہر آدھے منٹ میں دو عورتیں جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہے۔26

☆ ۱۹۹۶ء میں ۳ لاکھ ۷ ہزار عورتیں جنسی زیادتی کا شکار ہوئیں۔ اصل تعداد اس سے بھی

23. USA Dept of Justice 1992
24. National Institute of Mentel Health, 1995-2003, National Crime Survey, USA Deptt. of Justice.
25. National Statistics: Reported by RAINN US Department of Justice.
26. US department o f Justice 2003.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہوسکتی ہے۔ 27

☆ ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء کے درمیان تقریباً چھ لاکھ ستر ہزار عورتیں زیادتی کا شکار ہوئیں۔ 28
جنسی جرائم کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ ان کا رپورٹ نہ ہونا ہے۔ عورتوں کی طرف سے ان جرائم کو رپورٹ نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے۔ انہیں مجرم کی طرف سے ہراساں کرنے کا خوف ہوتا ہے۔

☆ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے ۱۹۹۶ء میں یہ رپورٹ پیش کیا گیا کہ صرف ۳۱ فیصد واقعات رپورٹ ہوتے ہیں، یعنی ہر تین میں سے صرف ایک واقعہ۔ 29

☆ تقریباً ۷۴ فیصد زیادتی کا شکار ہونے والی عورتیں مجرم کو جانتی ہیں۔ 30

☆ تقریباً ۱۴ فیصد اپنے بہت ہی قریبی ساتھی، ۵۰ فیصد اپنے واقف کاروں اور ۷ فیصد اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔ 31

خوف کی زندگی

امریکہ کے ادارے انصاف کے اعداد وشمار کے مطابق: 32

☆ ہر پانچ میں سے ایک زیادتی عوامی جگہوں یا پارکوں میں ہوتی ہیں۔

☆ ۲۹ فیصد متاثرہ خواتین کی رپورٹ کے مطابق مجرم اجنبی ہوتے ہیں۔

27. National Crime Victimization survey. Bureau of Justice statistics, US Department of Justice, 1997.
28. National Crime Victimization Survey. Bureau of Justice Statistics, US Department of Justice, 1997.
29. National Crime Victimization survey. Bureau of Justice statistics, U.S Dept: of Justice 1997.
30. Violent Victimization of College students 2003.
31. National Crime Victimization Survey, Bureau of Justice statistics. 2003
32. National Crime Victimization survey. Bureau of Justice statistics, U.S Dept: of Justice 2003,1995

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ۵۹ فیصد زیادتی کے واقعات شام چھ بجے سے صبح چھ بجے کے درمیان ہوتے ہیں۔

☆ ۵۵ فیصد مجرم نشے کی حالت میں ہوتے ہیں۔

☆ ۱۶ فیصد زیادتی کے واقعات میں مجرم اسلحہ استعمال کرتا ہے۔

☆ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں ۳۲ فیصد عورتیں زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔[33]

33. National Crime Victimization Survey, Bureau of Justice Statistics, U.S Department of Justice, 1997, 2003.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان رپورٹس کے چشم کشا حقائق ہمیں

علامہ اقبال کا یہ شعر یاد دلاتے ہیں۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے خود آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا!

مغربی تہذیب کے زوال کا آغاز تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک دن عورت کا منا لیتے ہیں، ایک دن ماؤں کا اور ایک دن باپ کا، پھر سارا سال یہ مظلوم عورتیں اور والدین اپنے حقوق کے لیے اس دن کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور اب ہمارے ہاں جس طرح اخلاق باختہ اور بے خدا اور حمیت اور غیرت سے عاری تہذیب حاوی ہوتی چلی جا رہی ہے اس پر ساری قوم کو فکر مند ہونا چاہیے۔ آج سے 10 سال قبل جب ہم بیجنگ پلس فائیو B+5 کانفرنس میں نیویارک میں شریک تھے تو ہم بہت سی نامانوس اصطلاحوں کو سمجھ ہی نہ پاتے تھے اور یہ کہہ کر دل کو تسلی دیتے کہ یہ ہمارے معاشرے کا مسئلہ نہیں ہے۔ مگر اب معاشرے سے حیا کا چلن ختم ہوتا جا رہا ہے اور میڈیا پر چیختے چنگھاڑتے منی اور شیلا کے عریاں رقص ہر چینل کھلے عام دکھا رہا ہے اور نہ عورت کی پامال ہوتی عزت کسی کو نظر آ رہی ہے اور نہ اپنی سماجی اقدار، غیرت اور حمیت تو نام تھا جس کا وہ اہلِ وطن سے ختم ہوتی نظر آ رہی ہے۔ لیکن!

www.KitaboSunnat.com

ہم مایوس نہیں ہیں۔ مسلمان عورت کی زندگی میں مایوسی کا موسم نہیں آتا ہمیں اپنے قوی رب سے اُمید ہے کہ ہم بہت ضعیف اور کمزور ہیں مگر وہ اپنی قوت سے ہمیں دوبارہ عزت و سربلندی کا مقام عطا کرے گا۔ وہ نسل دیوانہ وار آگے بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے جو مزاحمت کا علم بلند کیے ہوئے ہے۔ ہم خواتین کے عالمی دن پر یہ پیغام دیتی ہیں کہ جو بھی اس جدوجہد میں عزم و ہمت سے قدم بڑھائے گا، اللہ کامیابی کے راستے اس کے لیے خود کھولے گا۔ نیل کا ساحل تو بیدار ہو چکا۔ آیئے ہم کاشغر کی خاک تک اپنی عورت کو اپنے گھر اور حرم کی پاسبانی کے لیے بیدار کرنے کے لیے اپنی شمع جلاتے جائیں!

●●

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہماری مطبوعات

۱) قانون توہین رسالت
۲) حدود قوانین (حقائق واعتراضات کا جائزہ)
۳) اسلام میں عورت کی سیاسی نمائندگی
۴) اسلامی تناظر میں عورت کے حقوق وفرائض
۵) منتخب خواتین نمائندگان کے لیے لائحہ عمل
۶) قتل غیرت
۷) رشتہ داروں کے حقوق وفرائض
۸) حق مہر
۹) خاندانی نظام کا استحکام
۱۰) خواتین کے مسائل اور خواتین کی سیاسی عمل میں شرکت
۱۱) منشور متحدہ مجلس عمل
۱۲) ووٹ کی شرعی حیثیت
۱۳) عورت کی فلاح کا منصوبہ عمل
۱۴) نکاح کے لیے معیار انتخاب
۱۵) حقوق نسواں کا عالمی ایجنڈا
۱۶) Hadood laws dabate
۱۷) حدود ترمیمی بل کیا ہے؟ ایک تجزیاتی مطالعہ
۱۸) تحفظ حقوق نسواں بل اور قرآن وسنت
۱۹) حدود قوانین کا میڈیا ٹرائل
۲۰) حدود قوانین کے خلاف مہم حقائق مضمرات
۲۱) حدود قوانین میں ترمیم کا بل ۲۰۰۶ ایک جائزہ
۲۲) حدود قوانین اور این جی اوز پراپیگنڈے کی حقیقت
۲۳) حدود قوانین سرکاری اور اسلامی موقف کا جائزہ
۲۴) Hadood laws and NGO's
۲۵) خواتین بل کا غیر اسلامی روپ
۲۶) تحفظ حقوق نسواں بل ۲۰۰۶ قرآن وسنت کی عدالت میں
۲۷) خواتین کی فلاح کا منصوبہ
۲۸) زوجین کی مصالحت میں خاندان کا کردار
۲۹) ایک معلمہ کی فریاد
۳۰) ازدواجی زندگی کے مسائل اور مشکلات کا ممکنہ حل
۳۱) مسلمان خواتین کے لیے کھیل اور تفریح
۳۲) میاں بیوی کے حقوق وفرائض
۳۳) ملازمت پیشہ خواتین پر تجزیاتی رپورٹ
۳۴) تحفظ نسواں یا تحفظ عصیاں بل
۳۵) ایک قابل رشک کردار ڈاکٹر فوزیہ ناہید مرحومہ
۳۶) خواتین کا عالمی دن
۳۷) اسلامی قانون وراثت اور خواتین
۳۸) Women, Family and Islam
۳۹) اسلام کا نظام حیات
۴۰) عالمی یوم حجاب
۴۱) سیدہ انجم رئیس، ماں، تعلیم قرآن کے حقوق
۴۲) خوشگوار ازدواجی زندگی، حجاب پر سٹیکرز

ویمن اینڈ فیملی کمیشن کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر تحقیقی رپورٹس بھی شائع ہوئیں جن میں بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کا جائزہ، حدود آرڈیننس، Women and family، گھریلو تشدد، مختاراں مائی کا کیس اور عورت کے حقوق پر مشتمل تجزیاتی رپورٹس شامل ہیں۔

منصورہ ملتان روڈ لاہور
فون 042-35419520-24 فیکس 042-35432194 ویب www.jamaatwomen.org